اعتکاف

فضائل ومسائل

حضرت مولانا مفتی اسماعیل صاحب کچھولوی دامت برکاتہم

ناشر :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال النبیؐ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم :

من اعتکف ایمانًا واحتسابًا غفر لہ ماتقدم من ذنبہ(رواہ الدیلمی)

اعتکاف فضائل ومسائل

تألیف

حضرت مولانا مفتی اسماعیل صاحب کچھولوی دامت برکاتہم

مفتی جامعہ اسلامیہ ڈابھیل (گجرات)

دو حدیثیں

حدیث(۱) قال النبیّ صلی الله علیه و سلم : من اعتکف ایمانًا و احتسابًا غفر له ما تقدم من ذنبه۔(رواه الدیلمی)۔

ترجمہ: جس شخص نے عبادت یقین کر کے اور ثواب حاصل کرنے کے لئے اعتکاف کیا تو اس کے گذشتہ (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے۔(دیلمی)۔

حدیث(۲) عن عائشة رضی اللّه عنها قالت : السنّة علی المعتکف ان لا یعود مریضًا ولا یشهد جنازةً ولا یمسّ المرأة ولا یباشرها ولا یخرج لحاجة الا لما بُدّ منه ولا اعتکاف الا بصوم ولا اعتکاف الا فی مسجد جامع ۔(رواه ابوداؤد فی کتاب الصیام فی باب المعتکف یعود المریض)۔

ترجمہ: معتکف کے لئے شرعی مسئلہ یہ ہے کہ وہ نہ مریض کی عیادت کو جائے، نہ نماز جنازہ میں شرکت کے لئے باہر نکلے، نہ عورت سے صحبت کرے، نہ بوس و کنار کرے، اور اپنی ضرورتوں کے لئے بھی مسجد سے باہر نہ جائے سوائے ان ضرورتوں کے جو بالکل ناگریز ہیں، اور روزے کے بغیر اعتکاف نہیں اور ایسی مسجد کے بغیر اعتکاف نہیں جس میں پانچوں وقت نماز کی جماعت پابندی سے ہوتی ہو۔(ابوداؤد شریف)۔

تقریظ

حضرت مولینا مفتی محمود صاحب دامت برکاتہم

مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

بعد الحمد والصلوٰۃ

اعتکاف کی اہمیت اوراس سے متعلق مسائل کی ضرورت اہل علم پر مخفی نہیں ۔اس ضرورت کی تکمیل کے لئے مولینا الحاج المفتی اسماعیل حسین صاحب نے یہ رسالہ تصنیف فرمایا، جس میں مسائل کے مأخذ کو بھی تحریر کردیا تاکہ ضعیف ،قوی ،راجح مرجوح کی بحث کرنے والوں کوسہولت حاصل ہوجائے ۔اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ مؤلّف سلمہ کے علم وعمل میں برکت دےاوران کی اس تألیف سے نیز دیگر فیوض سے مخلوق کونفع بخشے ۔(آمین) (املاہ العبد: محمود غفرلہ)۔

تقریظ

حضرت مولینا مفتی سید محمد یحیٰ صاحب دامت برکاتہم

صدر مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور

مولوی مفتی اسماعیل صاحب سلمہ کے رسالے ’’اعتکاف کے فضائل ومسائل‘‘ کا احقر نے اکثر حصہ دیکھ لیا۔مسائل کے مأخذ بھی مؤلف نے لکھ دیئے ہیں جن سے رسالہ مزید مستند ومعتبر ہوگیا ہے۔اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطافرماویں اور معتکفین کواس سے مستفید فرماویں۔

(مولینا مفتی) یحیٰ (غفرلہ)۔

۱۶؍جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

(از مولینا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری دامت برکاتہم شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند)

رسالہ ''اعتکاف'' مؤلفہ جناب مولینا مفتی اسماعیل حسین صاحب کچھولوی زید مجدہم احقر کے سامنے ہے۔رسالہ کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔رمضان المبارک اور بالخصوص اس کے آخری عشرے کے مخصوص اعمال میں سے ایک عمل اعتکاف بھی ہے۔اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ ہر طرف سے یک سو ہو کر،بس! اللہ تعالیٰ جل شانہٗ سے لَو لگا کر،ان کے در پر یعنی مسجد کے کسی گوشے میں پڑ جائے اور ہر وقت عبادت اور ذکر وفکر میں مشغول رہے۔

ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی بندے کی سعادت اور کیا ہوسکتی ہے کہ وہ سب سے کٹ کر اور سب سے ہٹ کر اپنے مالک اور اپنے مولا کے آستانے پر اور گویا ان کے قدموں میں جا پڑتا ہے۔اور ہر وقت ان کو یاد کرتا ہے۔انہیں کے دھیان میں رہتا ہے۔ان کی تسبیح اور تقدیس کرتا ہے۔ان کے حضور میں توبہ و استغفار کرتا ہے۔اپنے گناہوں اور قصوروں پر روتا ہے۔اور رحیم وکریم مالک سے رحمت ومغفرت مانگتا ہے۔ان کی رضا اور ان کا قرب چاہتا ہے۔اسی حال میں اس کے دن گذرتے ہیں۔اور اسی حال میں اس کی راتیں بسر ہوتی ہیں۔(معارف الحدیث ص ۱۱۸ ج ۸)۔

اعتکاف کے اس کے علاوہ بھی متعدد فائدے ہیں: مثلاً :

(۱) لوگوں سے میل جول اور کاروباری مشاغل میں انسان سے چھوٹے موٹے بہت سے گناہ ہوجاتے ہیں لیکن معتکف ان سے محفوظ رہتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:''ھو یعتکف الذنوب''یعنی اعتکاف کرنے والا گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔

(۲) اعتکاف کرنے والا اپنا گھر ودر کر چھوڑ کر خدائے پاک جل شانہٗ کے در پر آپڑتا ہے گویا اس عالم

ناسوت میں اللہ پاک سے جس قدر قریب ہونا ممکن ہوتا ہے اتنا قریب ہوجاتا ہے۔اور حدیث قدسی میں اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ ''جو شخص مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو میری طرف چل کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر پہنچتا ہوں''۔اب آپ اندازہ لگائیں کہ معتکف سے اللہ پاک کس قدر قریب ہوں گے اور کس قدر اس پر مہربان ہوں گے۔

(۳) اعتکاف کی حالت میں ہر آن عبادت کا ثواب ملتا رہتا ہے، خواہ معتکف خاموش بیٹھا رہے یا سوتا رہے یا کسی اور کام میں مشغول رہے۔

(۴) جب اعتکاف کرنے والے کا ہر سانس عبادت ہے تو شب قدر حاصل کرنے کا بھی اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہوسکتا کیونکہ جب بھی شب قدر آئے گی وہ بہر حال عبادت میں ہوگا۔

لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ کسی بھی عبادت کا ثواب اسی وقت ملتا ہے جب وہ عند اللہ مقبول ہوجائے اور قبولیت عند اللہ کے لئے اسباب ظاہری میں اس عبادت کا شریعت مطہرہ کی تعلیمات کے مطابق ہونا ضروری ہے۔محترم مولینا مفتی اسماعیل کچھولوی صاحب دامت برکاتہم نے یہ رسالہ اسی غرض سے لکھا ہے کہ معتکفین اپنے اعتکاف کو احکام شریعت کے مطابق بنانے کے لئے اس سے رہنمائی حاصل کریں۔لہٰذا آیئے ہم سب دعاء کریں کہ اللہ پاک مؤلف دام مجدہٗ کی یہ نیک خواہش باحسن وجوہ پوری فرمائیں اور امت کو اس رسالہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائیں۔(آمین یارب العالمین)۔

(مولینا مفتی) سعید احمد پالنپوری صاحب (دامت برکاتہم) استاد حدیث وقفہ دار العلوم دیوبند

۱۶/ جمادی الثانیۃ ۱۳۹۸ھ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علی رسولہٖ الکریم ...... اما بعد

رمضان المبارک کی ہر ساعت بڑی قیمتی ہے۔ اوراپنے اندر ہزاروں خیر و برکت لئے ہوئے ہے۔ اس میں نوافل کا ثواب فرائض کے برابراورایک فرض کا ثواب ستّر فرضوں کے برابر ہوجاتا ہے۔ اورعشرہ اخیرہ کی جوقدرو قیمت اوراہمیت ہےوہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

رمضان المبارک کی صحیح قدرو قیمت پہچاننے والے اوراس کوکما حقہٗ وصول کرنے والے اللہ تعالیٰ کے نیک اورمقرّب بندے آج بھی اس پُرفتن دورمیں پائے جاتے ہیں۔ انہیں میں بقیۃ السلف ، رأس الاتقیاءسیدی ومولائی حضرت اقدس شیخ الحدیث مولینا محمدزکریا صاحب دامت برکاتہم کی ذات گرامی بھی ہے۔ جس وقت لوگوں نے مختلف عوارض اور بہانوں کے تحت حج کے مبارک سفرکوتقریباً ترک کردیا تھا، اس وقت مجدد وقت حضرت اقدس سیداحمد شہید بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے معتقدین ومریدین کے ایک جم غفیر کے ساتھ حج کا سفرکرکے لوگوں میں حج کا ایسا ولولہ اور جوش پیدا کردیا کہ آج تک ہندوستان کے حاجیوں کی تعداد برابر بڑھتی ہی جارہی ہےاورانشاءاللہ تعالیٰ قیامت تک بڑھتی رہے گی ۔اسی طرح ہمارے اقدس دامت برکاتہم نے اپنی پیرانہ سالی اورمشغولی کے باوجود۱۳۸۴ھ سے خود اہتمام کے ساتھ پورے ماہ کا اعتکاف کرکےاس سنت کوجوفروغ دیااورلوگوں میں جواعتکاف کی اہمیت اورطلب پیدا کی اس کی برکت سے آج ہندوستان کی لاکھوں مسجدیں معتکفین سے آباد ہیں۔ اورانشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک یہ سلسلہ جاری وساری رہے گا۔ خودحضرت اقدس مدظلہم العالی کے ساتھ سینکڑوں کی تعداد میں لوگ اعتکاف کرتے رہتے ہیں، جن میں ہرطبقہ اور ہرمکتب خیال کےلوگ ہوتے ہیں۔ جنہیں اعتکاف کے مسائل اوراحکام سے سابقہ پڑتا رہتا ہےلیکن اس اجتماع میں علماء ومشائخ اورمفتی

حضرات کی بھی کثرت ہوتی تھی اس لئے ان سے بہ آسانی ضرورت پوری ہوجاتی تھی، لیکن اس کے باوجود اکثر اکابر کا یہ خیال تھا کہ اعتکاف کے فضائل ومسائل ایک جگہ عام فہم اردو زبان میں جمع ہوجائیں تو بہت ہی سہولت ہوجائے اور جن جگہوں پر انفرادی طور پر لوگ اعتکاف کرتے ہیں ان کو بھی معلومات بہم پہنچ جائیں اور جمع کرنے والے کے لئے بھی صدقہ جاریہ ہوجائے۔ چنانچہ اس ناکارہ نے لیت ولعل کے بعد محض اللہ کی ذات پر اعتماد کرتے ہوئے اسی غرض کے پیش نظر اپنی نااہلیت اور علمی کم مائیگی کے باوجود یہ چند اوراق جمع کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ شرف قبولیت سے نوازیں اور ذخیرۂ آخرت بنائیں اور امت محمدیہ کے لئے زیادہ سے زیادہ نافع بناویں۔ آمین یارب العالمین۔

العبد: اسماعیل کچھولوی غفرلہٗ

جامعہ ڈابھیل

یکم ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعتکاف کی فضیلت

اعتکاف کے فضائل وبرکات کے متعلق سیدی ومولائی حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی مشہور ومعروف کتاب ''فضائل رمضان'' کی فصل ثالث کو تیمناً وتبرکاً نقل کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ اس کتاب کی قبولیت عامہ کے طفیل اس رسالہ کو بھی قبول فرمالے۔(آمین یارب العالمین)۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم ''فضائل رمضان'' میں ارشاد فرماتے ہیں: کہ اعتکاف کا بہت زیادہ ثواب ہے۔اوراس کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کا اہتمام فرماتے تھے،معتکف کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ کسی کے در پر جاپڑے کہ اتنے میری درخواست قبول نہ ہو ٹلنے کا نہیں۔ ؎

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے	یہی دل کی حسرت، یہی آرزو ہے

اگر حقیقۃً یہی حال ہوتو سخت سے سخت دل والا بھی پسیجتا ہےاوراللہ جل شانہٗ کی کریم ذات تو بخشش کے لئے بہانہ ڈھونڈتی ہے بلکہ بے بہا مرحمت فرماتے ہیں۔ ؎

تو وہ داتا ہے کہ دینے کے لئے	در تری رحمت کے ہیں ہردم کھلے
خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال	کہ آگ لینے جائیں پیمبری مل جائے

اس لئے جب کوئی شخص اللہ کے دروازہ پر دنیا سے منقطع ہوکر جاپڑے تو اس کے نوازے جانے میں کیا تأمل ہوسکتا ہے؟ اوراللہ جل شانہٗ جس کو اکرام فرمادیں اس کے بھرپور خزانوں کا بیان کون کرسکتا ہے؟ اس کے آگے کہنے سے قاصر ہوں کہ نامرد بلوغ کی کیفیت کیا بیان کرسکتا ہے؟ مگر ہاں! یہ ٹھان لے کہ

جس گل کو دل دیا ہے جس پھول پہ فدا ہوں	یا وہ بغل میں آئے یا جاں قفس سے چھوٹے

ابن قیمؒ کہتے ہیں: کہ اعتکاف کا مقصد اور اس کی روح دل کو اللہ پاک کی ذات کے ساتھ وابستہ کر لینا ہے کہ سب طرف سے ہٹ کر اسی کے ساتھ مجتمع ہو جائے اور ساری مشغولیتوں کے بدلہ میں اسی کی پاک ذات سے مشغول ہو جائے اور اس کے غیر کی طرف سے منقطع ہو کر ایسی طرح اس میں لگ جاوے کہ خیالات، تفکرات سب کی جگہ اس کا پاک ذکر اس کی محبت سما جائے حتیٰ کہ مخلوق کے ساتھ اُنس کے بدلہ اللہ کے ساتھ انس پیدا ہو جاوے کہ یہ انس قبر کی وحشت میں کام دے کہ اس دن اللہ پاک کی ذات کے سوا نہ کوئی مونس، نہ دل بہلانے والا ہوگا، اگر دل اس کے ساتھ مانوس ہو چکا ہوگا تو کس قدر لذت سے وقت گذرے گا؟ ؎

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن	بیٹھا رہوں تصور جاناں کئے ہوئے

صاحب مراقی الفلاح کہتے ہیں: کہ اعتکاف اگر اخلاص کے ساتھ ہو تو افضل ترین اعمال سے ہے، اس کی خصوصیتیں حد احصاء سے خارج ہیں کہ اس میں قلب کو دنیا و مافیھا سے یکسو کر لینا ہے اور نفس کو مولیٰ کے سپرد کر دینا اور آقا کی چوکھٹ پر پڑ جانا ہے۔ ؎

پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑا رہوں	سر زیر بار منت درباں کئے ہوئے

نیز اس میں ہر وقت عبادت میں مشغولی ہے کہ آدمی سوتے جاگتے ہر وقت عبادت میں شمار ہوتا ہے اور اللہ کے ساتھ تقرب ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو میری طرف (آہستہ بھی) چلتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ نیز اس میں اللہ تعالیٰ کے گھر پڑ جانا ہے اور کریم میزبان ہمیشہ گھر آنے والے کا اکرام کرتا ہے، نیز اللہ تعالیٰ کے قلعہ میں محفوظ ہوتا ہے کہ دشمن کی رسائی وہاں تک نہیں وغیرہ وغیرہ بہت سے فضائل اور خواص

اس اہم عبادت کے ہیں۔

(ا)عن ابی سعید الخدریؓ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اعتکف العشر الاول من رمضان ثم اعتکف العشر الاوسط فی قبة ترکیة ثم اطلع رأسهٗ فقال انی اعتکف العشر الاول التمس هذه اللیلة ثم اعتکف العشر الاوسط ثم اتیت فقیل لی انها فی العشر الاواخر فمن کان اعتکف معی فلیعتکف العشر الاواخر فقد أُریت هذه اللیلة ثم انسیتها وقد رأیتنی اسجد فی ماء وطین من صبیحتها فالتمسوها فی العشر الاواخر والتمسوا فی کل وتر، قال فمطرت السماء تلك اللیلة وکان المسجد علی عریش فوکف المسجد فبصرت عینای رسول الله ﷺ وعلی جبهته اثر الماء والطین من صبیحة احدی و عشرین۔ (مشکوٰة عن المتفق علیه باختلاف اللفظ)۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں: کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک کے پہلے عشرہ میں اعتکاف فرمایا اور پھر دوسرے عشرہ میں بھی، پھر ترکی خیمہ سے جس میں اعتکاف فرما رہے تھے' سر باہر نکال کر ارشاد فرمایا: کہ میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف شب قدر کی تلاش اور اہتمام کی وجہ سے کیا تھا، پھر اسی کی وجہ سے دوسرے عشرہ میں کیا، پھر مجھے کسی بتلانے والے (یعنی فرشتہ) نے بتلایا کہ وہ رات اخیر عشرہ میں ہے۔ لہٰذا جو لوگ میرے ساتھ اعتکاف کر رہے ہیں وہ اخیر عشرہ کا بھی اعتکاف کریں۔ مجھے یہ رات دکھلا دی گئی تھی پھر بھلا دی گئی، (اس کی علامت یہ ہے کہ) میں نے اپنے آپ کو اس رات کے بعد کی صبح میں کیچڑ میں سجدہ کرتے دیکھا، لہٰذا اب اس کو اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ راوی کہتے ہیں: کہ اس رات میں بارش ہوئی اور مسجد چھپر کی تھی وہ ٹپکی اور میں نے اپنی آنکھوں سے نبی کریم ﷺ کی پیشانی مبارک پر کیچڑ کا اثر اکیس (۲۱ویں) کی صبح کو دیکھا۔

فائدہ: نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ اعتکاف کی ہمیشہ رہی ہے، اس مہینہ میں تمام مہینہ کا اعتکاف فرمایا

اور جس سال وصال ہوا ہے اس سال بیس روز کا اعتکاف فرمایا تھا لیکن اکثر عادت شریفہ چونکہ اخیر عشرہ ہی کے اعتکاف کی رہی ہے اس لئے علماء کے نزدیک سنت مؤکدہ وہی ہے۔

حدیث بالا سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس اعتکاف کی بڑی غرض شب قدر کی تلاش ہے اور حقیقت میں اعتکاف اس کے لئے بہت ہی مناسب ہے کہ اعتکاف کی حالت میں اگر آدمی سوتا ہوا بھی ہو تب بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے۔ نیز اعتکاف میں چونکہ آنا جانا اور اِدھر اُدھر کے کام بھی کچھ نہیں رہتے اس لئے عبادت اور کریم آقا کی یاد کے علاوہ اور کوئی مشغلہ بھی نہ رہے گا لہٰذا شب قدر کے قدر دانوں کے لئے اعتکاف سے بہتر کوئی صورت نہیں۔ نبی کریم ﷺ اول تو سارے ہی رمضان میں عبادت کا بہت زیادہ اہتمام اور کثرت فرماتے تھے لیکن اخیر عشرہ میں کچھ حد ہی نہیں رہتی تھی اور رات کو خود بھی جاگتے اور گھر کے لوگوں کو بھی جگانے کا اہتمام فرماتے تھے جیسا کہ صحیحین کی متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ بخاری ومسلم کی ایک روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کہ اخیر عشرہ میں حضور ﷺ لُنگی کو مضبوط باندھ لیتے اور راتوں کا احیاء فرماتے اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی جگاتے۔ لُنگی مضبوط باندھنے سے کوشش میں اہتمام کی زیادتی بھی مراد ہو سکتی ہے اور بیویوں سے بالکلیہ احتراز بھی مراد ہو سکتا ہے۔

(۲) عن ابن عباسؓ ان رسول الله ﷺ قال فی المعتكف هو يعتكف الذنوب ويجری له من الحسنات كعامل الحسنات كلها ۔(مشکوٰۃ عن ابن ماجہ)۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: کہ معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لئے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی کہ کرنے والے کے لئے۔

فائدہ: دو مخصوص نفع اعتکاف کے اس حدیث میں ارشاد فرمائے گئے ہیں: ایک یہ کہ اعتکاف کی وجہ سے گناہوں سے حفاظت ہو جاتی ہے ورنہ بسا اوقات کوتاہی اور لغزش سے کچھ اسباب ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ اس میں آدمی گناہ میں مبتلا ہو ہی جاتا ہے اور ایسے متبرک وقت میں معصیت کا ہو جانا کس قدر ظلم

عظیم ہے، اعتکاف کی وجہ سے ان سے امن وحفاظت رہتی ہے۔

دوسرے یہ کہ بہت سے نیک اعمال جیسا کہ جنازہ کی شرکت، مریض کی عیادت وغیرہ ایسے امور ہیں کہ اعتکاف میں بیٹھ جانے کی وجہ سے معتکف ان کو نہیں کرسکتا، اس لئے اعتکاف کی وجہ سے جن عبادتوں سے رُکا رہا، ان کا اجر بغیر کئے بھی ملتا رہے گا۔ اللہ اکبر! کس قدر رحمت اور فیاضی ہے کہ ایک عبادت آدمی کرے اور دس عبادتوں کا ثواب مل جائے۔ درحقیقت اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے اور تھوڑی سی توجہ اور مانگ سے دھواں دھار برستی ہے۔

رحمت حق بہانہ می جوید	بہا نمی جوید

مگر ہم لوگوں کو سرے سے اس کی قدر ہی نہیں۔ ضرورت ہی نہیں، توجہ کون کرے؟ اور کیوں کرے؟ کہ دین کی وقعت ہی ہمارے قلوب میں نہیں۔

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر ☆ تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

(۳) عن ابن عباسؓ انه كان معتكفًا فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم فاتاه رجل فسلّم علیه، ثم جلس فقال له ابن عباس: یا فلان! اراك مكتئبًا حزینًا، قال: نعم یا ابن عم رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم لفلان علیّ حقّ ولاء ولا حرمة صاحب هذا القبر ماأقدر علیه ـ قال ابن عباسؓ: افلا اكلمه فیك قال ان اجبت قال فانتقل ابن عباس ثم خرج من المسجد ـ قال له الرجل: انسیت ما كنت فیه قال لا ولكنی سمعت صاحب هذا القبر صلی الله علیه وسلم والعهد به قریب فدمعت عیناه وهو یقول من مشی فی حاجة اخیه وبلغ فیها كان خیرا له من اعتكاف عشر سنین ومن اعتكف یوما ابتغاء وجه الله جعل الله بینهٗ وبین النار ثلث خنادق ابعد مما بین الخافقین ـ (رواه الطبرانی فی

الاوسط والبیھقی واللفظ له والحاکم مختصرا وقال صحیح الاسناد کذا فی الترغیب وقال السیوطی فی الدر صححه الحاکم وضعّفه الدارمی والبیھقی)۔

(حاشیہ:ولا' ھٰکذا فی النسخة التی بایدینا بلفظ حرف النھی وھو الصواب عندی لوجوہ، وقد وقع فی بعض النسخ لفظ' ولاء' وھو تصحیف عندی من الکاتب وعلیه قرائن ظاھرۃ ۔حاشیہ از فضائل رمضان)۔

ترجمہ:حضرت ابن عباسؓ ایک مرتبہ مسجد نبوی ﷺ میں معتکف تھے،آپ کے پاس ایک شخص آیا اور سلام کرکے (چپ چاپ) بیٹھ گیا۔حضرت ابن عباسؓ نے اس سے فرمایا: کہ میں تمہیں غمزدہ اور پریشان دیکھ رہا ہوں، کیا بات ہے؟ اس نے کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے! میں بیشک پریشان ہوں کہ فلاں کا مجھ پر حق ہے،اور نبی کریم ﷺ کی قبر اطہر کی طرف اشارہ کرکے کہا: کہ اس قبر والے کی عزت کی قسم! میں اس حق کے ادا کرنے پر قادر نہیں!۔حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: کہ اچھا کیا میں اس سے تیری سفارش کروں! اس نے عرض کیا کہ جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ابن عباسؓ یہ سن کر جوتا پہن کر مسجد سے باہر تشریف لائے ،اس شخص نے عرض کیا : کہ آپ اپنا اعتکاف بھول گئے ؟ فرمایا: بھولا نہیں ہوں بلکہ میں نے اس قبر والے (ﷺ) سے سنا ہے اور ابھی زمانہ کچھ زیادہ نہیں گذرا (یہ لفظ کہتے ہوئے) ابن عباسؓ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، کہ حضور ﷺ فرمارہے تھے : کہ جو شخص اپنے بھائی کے کسی کام میں چلے پھرے اور کوشش کرے اس کے لئے دس برس کے اعتکاف سے افضل ہے۔اور جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ کی رضا کے واسطے کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرمادیتے ہیں جن کی مسافت آسمان اور زمین کی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہے۔(اور جب ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت ہے تو دس برس کے اعتکاف کی کیا کچھ مقدار ہوگی)۔

فائدہ:اس حدیث سے دو مضمون معلوم ہوئے : اول یہ کہ ایک دن کے اعتکاف کا ثواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل فرمادیتے ہیں اور ہر خندق اتنی بڑی ہے جتنا

سارا جہاں اور ایک دن سے زیادہ جس قدر زیادہ دنوں کا اعتکاف ہوگا اتنا ہی اجر زیادہ ہوگا۔

علامہ شعرانیؒ نے ''کشف الغمة ''میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے: کہ جو شخص عشرہ رمضان کا اعتکاف کرے اس کو دو حج اور دو عمروں کا اجر ہے۔اور جو شخص مسجد جماعت میں مغرب سے عشاء تک اعتکاف کرے کہ نماز اور قرآن کے علاوہ کسی سے بات نہ کرے، حق تعالیٰ شانہٗ اس کے لئے جنت میں ایک محل بناتے ہیں۔

دوسرا مضمون جو اس سے بھی زیادہ اہم ہے وہ مسلمانوں کی حاجت روائی ہے کہ دس برس کے اعتکاف سے افضل ارشاد فرمایا ہے۔اسی وجہ سے ابن عباسؓ نے اپنے اعتکاف کی پرواہ نہیں فرمائی کہ اس کی تلافی پھر بھی ہوسکتی ہے۔اور اس کی قضا ممکن ہے۔اسی وجہ سے صوفیاء کا مقولہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے یہاں ٹوٹے ہوئے دل کی جتنی قدر ہے اتنی کسی چیز کی نہیں۔یہی وجہ ہے کہ مظلوم کی بددعا سے احادیث میں بہت ڈرایا گیا ہے۔حضور ﷺ جب کسی شخص کو حاکم بنا کر بھیجتے تھے اور نصائح کے ساتھ یہ بھی'' واتق دعوة المظلوم ''ارشاد فرماتے تھے کہ مظلوم کی بددعا سے بچیو! ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن	اجابت از در حق بہر استقبال می آید

اس جگہ ایک مسئلہ کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ کسی مسلمان کی حاجت روائی کے لئے بھی مسجد سے نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اور اگر اعتکاف واجب ہو تو اس کی قضا واجب ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ ضرورت بشری کے علاوہ کسی ضرورت سے بھی مسجد سے باہر تشریف نہیں لاتے تھے۔حضرت ابن عباسؓ کا یہ ایثار کہ دوسرے کی وجہ سے اپنا اعتکاف توڑ دیا ایسے ہی لوگوں کے مناسب ہے کہ دوسروں کی خاطر خود پیاسے تڑپ تڑپ کر مرجاویں مگر پانی کا آخری قطرہ اس لئے نہ پئیں کہ دوسرا زخمی جو پاس لیٹا ہوا ہے وہ اپنے سے مقدم ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کا یہ اعتکاف نفلی اعتکاف ہو، اس صورت میں کوئی اشکال نہیں۔(فضائل رمضان بحذف یسیر)۔

(۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں: کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص حالت ایمان میں ثواب کی امید کرتے ہوئے اعتکاف کرتا ہے اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔ (دیلمی)۔

(۵) قال الزهری عجبًا للناس تركوا الاعتكاف وقد كان رسول الله ﷺ يفعل الشئ ويتركه ولم يترك الاعتكاف منذ دخل المدينة الى ان مات ومواظبة النبیّ صلی الله عليه وسلم دليل كونه سنّة فی الاصل،ولان الاعتكاف تقرب الى الله تعالىٰ بمجاورة بيتهٖ والاعراض عن الدنيا والاقبال على خدمتهٖ لطلب الرحمة وطمع المغفرة۔ (بدائع الصنائع ج ۱ ص ۱۰۸)۔

ترجمہ: امام زہریؒ فرماتے ہیں: کہ لوگوں پر تعجب ہے کہ انہوں نے اعتکاف کی سنت کو چھوڑ رکھا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ بعض امور کو انجام دیتے تھے اور ان کو ترک بھی کرتے تھے، اور جب سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت سے لے کر وفات تک بلا ناغہ آپ اعتکاف کرتے رہے کبھی ترک نہیں کیا۔ (اور اگر کبھی ترک کیا ہے تو (اس کی) قضاء فرمائی ہے۔ کما فی الحدیث)۔ اور حضور اکرم ﷺ کا ہمیشگی فرمانا (ترک کرنے والوں پر نکیر کئے بغیر) یہ اس کی سنیت کی دلیل ہے۔ نیز اعتکاف میں اللہ تعالیٰ کے گھر میں قیام کرکے تقرب باری تعالیٰ کا حصول ہے، دنیا سے منھ موڑنا اور رحمت خداوندی کی طرف متوجہ ہونا اور مغفرت باری تعالیٰ کی حرص کرنا ہے۔ (اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے)۔

اعتکاف کے معنی

لغت میں اعتکاف (کا لفظ) مشتق ہے ''عــکف'' سے لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اور لبث اور حبس النفس کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ طحطاوی شرح مراقی الفلاح میں لکھا ہے: کہ والظاهر انه ان اعتبر فيه حبس النفس يأتي من المتعدى وان اعتبر فيه اللبث والاقامة يكون من اللازم۔ ص ۴۲۱۔

قرآن پاک میں اس معنی میں مختلف مقامات پر تقریباً چھ آیتیں موجود ہیں۔ مثلاً: سورہ بقرہ میں ہے: ان طهرابيتي للطائفين والعاكفين والركع السجود: (ترجمہ: اور حکم دیا ہم نے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو کہ پاک رکھو گھر میرا واسطے طواف والوں کے اور اعتکاف والوں کے اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: ولاتباشروهن وانتم عاكفون فى المساجد: (ترجمہ: اور مباشرت نہ کرو عورتوں کے ساتھ اس حال میں کہ تم اعتکاف میں بیٹھے ہو مسجدوں میں)۔

تیسری جگہ سورہ اعراف میں بنی اسرائیل کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد ہے: فاتوا على قوم يعكفون على اصنام لهم: (ترجمہ: تو وہ پہنچے ایسے لوگوں پر کہ پوجنے میں لگ بیٹھے تھے اپنے بتوں کے)۔

چوتھی جگہ سورہ انبیاء میں ہے: ماهذه التماثيل التى انتم لها عاكفون: (ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور قوم سے کہا: کہ یہ کیا مورتیاں ہیں جن پر تم لگے بیٹھے ہو؟)۔

ان آیات مبارکہ سے دو فائدے مزید حاصل ہوئے: ایک تو اعتکاف کا عبادت اور مرغوب ومطلوب ہونا اور دوسرا امم سابقہ میں اعتکاف کا رواج ہونا کہ وہ بھی اپنے معبودان باطلہ کے سامنے اعتکاف کیا کرتے تھے۔

شریعت میں اعتکاف کے معنی: اصطلاح شرع میں کسی عاقل بالغ مسلمان کا ثواب کی نیت سے ایسی مسجد میں جس میں پنج وقتہ نماز ہوتی ہو، ٹھہرنا اعتکاف کہلاتا (۱) ہے۔

(۱) یہ امام اعظمؒ کا قول ہے: کہ اعتکاف صرف ایسی مسجد میں ہوسکتا ہے جس میں پنج وقتہ نماز جماعت کے ساتھ ہوتی ہو۔ اور صاحبینؒ کے نزدیک ہر مسجد میں اعتکاف ہوسکتا ہے خواہ اس میں پانچوں وقت نماز جماعت سے ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو۔ بعض حضرات نے امام صاحب کے قول کی تصحیح کی ہے اور علامہ سروجیؒ نے صاحبین کے قول کی تصحیح کی ہے۔ البتہ جامع مسجد میں اعتکاف مطلقاً صحیح ہے۔ اس میں پنج وقتہ جماعت ہونے کی شرط نہ امام صاحب کے نزدیک ہے، نہ صاحبین کے نزدیک۔
(فی مسجد جماعة هو ماله امام و مؤذن اديت فيه الخمس او لا ۔ وعن الامام اشتراط اداء الخمس فيه ، وصححه بعضهم ، وقالا يصح فی کل مسجد و صححه السروجی وهو اختيار الطحاوی ۔قال الخير الرملی : وهو ايسر خصوصًا فی زماننا فينبغی ان يعول عليه اھ واما الجامع فيصح فيه مطلقا اتفاقًا)۔ (درمختار بر حاشیہ شامی ص۱۲۹ ج۲)۔

مراقی الفلاح میں ہے: هو الاقامة بنية الاعتكاف فی مسجد تقام فيه الجماعة بالفعل للصلوات الخمس اھ (ص۴۲۱)۔

بحر الرائق جلد ثانی میں لکھا ہے کہ: الرکن هو اللبث والکون فی المسجد والنية شرطان للصحة ۔اھ (ص۳۲۲): یعنی: اعتکاف میں ٹھہرنا تو رکن ہے اور مسجد میں ٹھہرنا اور نیت کا ہونا دو شرطیں ہیں۔ اسی طرح مسلمان ہونا، عاقل ہونا، جنابت اور حیض ونفاس سے پاک ہونا بھی اعتکاف کے لئے شرط ہے۔

اعتکاف کی قسمیں

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: (۱) واجب (۲) سنت مؤکدہ اور (۳) نفل

(۱) واجب: نذر اور منت ماننے کی وجہ سے اعتکاف واجب ہوجاتا ہے۔ چاہے نذر معین ہو یا غیر معین۔ مثلاً: اگر کوئی شخص یہ نذر کرے کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں اتنے دن کا اعتکاف کروں گا تو اس کام کے ہونے سے اس پر اعتکاف کرنا واجب ہوجاتا ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ یہ کہے: کہ میں اعتکاف کی نذر مانتا ہوں یا اعتکاف اپنے اوپر لازم کرتا ہوں تو اس صورت میں جتنے دن کی نیت ہوگی اتنے دن کا روزے کے ساتھ اعتکاف کرنا واجب ہوجائے گا۔

فی البدائع وانما یصیر واجبًا باحد الامرین :احدھما قول وھو النذر المطلق بان یقول للّٰہ علیّ ان اعتکف یومًا او شھرا او نحو ذالك ـ او علّقه بشرط بان یقول ان شفی اللّٰہ مریضی او ان قدم فلان فللّٰہ علیّ ان اعتکف شھرا او نحو ذالك۔اھ۔(ص ۱۰۸)۔

(۲) سنت مؤکدہ: اعتکاف کی دوسری قسم سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ جو رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں کیا جاتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ جب سے مدینہ منورہ تشریف لائے اس کے بعد سے انتقال تک ہر سال رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں اعتکاف کرنے کا آپ ﷺ کا معمول رہا ہے۔ اسی وجہ سے صاحب ہدایہ نے لکھا ہے: کہ والصحیح انه سنة مؤکدة لان النبیّ ﷺ واظب علیه فی العشر الاواخر من رمضان والمواظبة دلیل السنة۔اھ (ص ۲۰۹)۔

اور چونکہ حضور ﷺ نے ہر سال پابندی کے ساتھ اعتکاف کیا ہے اور ایک سال جب کسی عذر کی وجہ سے ملتوی کیا تو شوال میں قضا فرمائی تھی۔ نیز ازواج مطہرات نے بھی حضور اقدس ﷺ کے انتقال کے بعد اپنے حجروں میں اعتکاف کیا ہے، یہ اس کے سنت مؤکدہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔ صاحب مراقی

الفلاح نے (ص۴۲۲ پر) لکھا ہے: کہ وسنة كفاية مؤكدة فى العشر الاخير من رمضان ۔اھ۔ اورعلامہ علاءالدین حصکفی نے لکھا ہے: کہ ای سنة كفاية كما فى البرهان وغيره لاقترانها بعدم الانكار على من لم يفعله من الصحابة اھ (ص۱۲۹)۔اسی لئے اگر کسی بھی مرد یا عورت نے اعتکاف کرلیا تو یہ سنت ادا ہوجائے گی۔ورنہ سب باشندے ترک سنت کے گنہگار رہوں گے۔

اگر کسی شہر میں متعدد مساجد ہیں تو ہر محلّہ اور ہر مسجد والوں کو اعتکاف کرنا ہوگا یا پوری بستی میں سے کسی ایک مسجد میں بھی اعتکاف ہوجانے سے یہ سنت ادا ہوجائے گی؟ طحطاوی علی الدر (ص۵۸ ۷ ج۱)' میں لکھا ہے کہ: اذا قام بها البعض ولو فردًا سقطت عن الباقين ۔اس عبارت سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ پوری بستی میں سے کسی ایک نے بھی اعتکاف کرلیا تو باقی حضرات کے ذمہ سے ساقط ہوجائے گا۔مولینا عبدالحیؒ لکھنویؒ نے ''الانصاف فی حکم الاعتکاف'' میں لکھا ہے: کہ الاعتكاف على تقدير كونه سنة كفاية كماهو الحق هل هو سنة كفاية على اهل البلدة كصلوٰة الجنازة ام سنة كفاية على اهل كل محلة كصلوٰة التراويح بالجماعة، فظاهر عباراتهم يقتضى الاول ، ففى مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر عند ذكر الاقوال وقيل سنة على الكفاية حتىٰ لوترك اهل البلدة باسرهم يلحقهم الاساءة والا فلا كالتأذين اھ۔(ص۱۶۲)۔

واجب اور سنت مؤکدہ دونوں قسم کے اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے۔(بغیر روزہ کے یہ اعتکاف صحیح نہیں ہوں گے) لہٰذا اگر صرف رات کا اعتکاف کیا تو وہ نفل شمار ہوگا۔سنت نہیں کہا جائے گا۔البتہ نفل اعتکاف میں روزہ شرط نہیں ہے بغیر روزہ کے بھی یہ صحیح ہوسکتا ہے یہی ظاہر الروایۃ ہے۔اگر کسی آدمی نے رمضان کے اعتکاف کی نذر مانی ہے تو رمضان کے فرض روزے اس کے لئے کافی ہوجائیں گے۔ مستقلاً روزہ کی ضرورت نہیں رہے گی۔

علامہ شامی نے لکھا ہے کہ:

ان الصوم شرط ایضًا فی الاعتکاف المسنون لانه مقدر بالعشر الاخیرحتی لو اعتکفه بلاصوم لمرض او سفر ینبغی ان لا یصحّ عنه بل یکون نفلًا فلاتحصل به اقامة سنة الکفایة اھ۔(ص۱۳۰ج۲)۔

عشرہ اخیرہ کے اعتکاف کا وقت بیس رمضان کے غروب آفتاب سے لے کر عید کا چاند نظر آنے تک ہے ۔لہٰذا بیسویں رمضان کے عصر کے بعد غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں پہنچ کر نیت کر لیوے اور عید کا چاند نظر آنے تک وہاں رہے چاہے انتیس کو چاند نظر آئے یا تیس کو،عید کا چاند ہوتے ہی اعتکاف ختم ہو جائے گا۔

''رسائل الارکان''میں ہے:کہ

والمشهور عند مشائخنا ان یدخل المعتکف بعد العصر قبل غروب الشمس من الیوم العشرین من شهر رمضان لیدخل اللیلة الحادیة والعشرین فی الاعتکاف اھ۔(ص۳۲۱)۔

(۳)اعتکاف کی تیسری قسم نفل اعتکاف ہے۔اس میں نہ تو کسی دن کی قید ہے نہ وقت کا تعین۔کوئی بھی آدمی جتنے دن یا جتنے وقت تک چاہے یہ اعتکاف کرسکتا ہے۔اس اعتکاف کے لئے روزہ کی بھی شرط نہیں ہے۔بغیر روزہ کے بھی نیت کر کے مسجد میں ٹھہرنے سے اعتکاف کا ثواب مل جائے گا۔اور جب مسجد سے باہر نکلے گا تو اعتکاف ختم ہوجائے گا۔اوراس اعتکاف میں باہر نکل جانے سے قضاوغیرہ بھی لازم نہیں آئے گا۔

واقله نفلًا ساعة من لیل او نهارعند محمد وهو ظاهر الروایة عن الامام لبناء النفل علی المسامحة وبه یفتیٰ۔ فلو شرع فی نفله ثم قطعه لایلزم قضاء ه لانه لایشترط له الصوم علیٰ ظاهر المذهب۔اھ(درمختار علی ہامش ردالمختار ص۱۳۱ج۲)۔

سیدی ومولائی حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب دام مجدہم نفل اعتکاف کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں:

اس لئے ہر شخص کے لئے مناسب ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو اعتکاف کی نیت کرلیا کرے کہ اتنے نماز وغیرہ (اذکار) میں مشغول رہے، اعتکاف کا ثواب بھی ملتا رہے۔ میں نے اپنے والد صاحب نور الله مرقده و برد الله مضجعه کو ہمیشہ اِس کا اہتمام کرتے دیکھا کہ جب مسجد میں تشریف لے جاتے تو دایاں پاؤں اندر داخل کرتے ہی اعتکاف کی نیت فرماتے تھے، اور بسا اوقات ہم خدّام کی تعلیم کی غرض سے آواز سے بھی نیت فرماتے تھے اھ (فضائل رمضان ص ۴۸)۔

بندہ عرض کرتا ہے کہ میں نے بھی ہمیشہ بلا ناغہ حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کو اسی کے مطابق عمل کرتے دیکھا ہے۔ اللہ جل شانہٗ ہمیں بھی توفیق اور اتباع کی سعادت سے نوازے۔ (آمین)۔

اعتکاف کے لئے کونسی جگہ افضل ہے؟

اعتکاف ایک ایسی عبادت ہے جو مسجد کے ساتھ خاص ہے، اس لئے اعتکاف کے لئے مسجد شرعی کا ہونا شرط ہے۔ عورتوں کے لئے حضور مساجد ممنوع ہے اس لئے ان کے لئے نماز پڑھنے کی جگہ مسجد کے حکم میں رکھی گئی ہے۔

''رسائل الارکان'' میں ہے کہ:

فالمسجد شرط فی الاعتکاف ولایکون الاعتکاف دون المسجد لما عن امیر المؤمنین علیؓ لا اعتکاف الا فی المسجد (رواہ ابن ابی شیبة وعبد الرزاق اھ ص ۲۲۹)۔

بعض حضرات یہ خیال کرتے ہیں کہ اعتکاف کے لئے مسجد کا ہونا شرط نہیں ہے اس لئے کہ اعتکاف تخلیہ برائے عبادت ہے جس کے لئے مسجد کا ہونا کوئی ضروری نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تخلیہ برائے عبادت بہت ہی اچھی اور عمدہ چیز ہے، صحراء یا گھر یا پہاڑ وغیرہ میں، اگر کوئی تنہائی اختیار کرے گا تو ضرور اس کو ثواب ملے گا لیکن شریعت میں جس چیز کو معتبر اور باعث ثواب ٹھہرایا گیا ہے جس کو اعتکاف کے

نام سے موسوم کرتے ہیں اس کے لئے تو مسجد کا ہونا شرط ہے۔جیسا کہ ’’رسائل الارکان‘‘ میں ہے:

قال قوم من الصوفية لايشترط المسجد للاعتكاف لان الاعتكاف اعتزال لعبادة الله تعالیٰ ولاتخصيص له بالمسجد ، ونحن نقول: الاعتزال امر حسن، فمن اعتزل لعبادة الله تعالیٰ ولو فی الصحراء او بالبيت يكون مثابا ،ونحن لا نمنع ذالك ،لكن كلامنا فی الاعتكاف الذی هو عبادة فی ذاتہٖ ماهو ، فنقول هذه العبادة المعتبرة فی الشرع المسماة بالاعتكاف لايكون الا فی مسجد جماعة اھ(ص ۲۲۹)۔

مردوں کے لئے اعتکاف کرنے کی سب سے افضل جگہ مسجد حرام ہے،اس کے بعد مسجد نبوی علی صاحبها الف الف صلوٰة وتحية ہے،اس کے بعد مسجد اقصیٰ اور اس کے بعد جامع مسجد اور اس کے بعد وہ مسجد جہاں نمازی زیادہ ہوتے ہیں اور پھر محلّہ کی مسجد کا درجہ ہے۔

فافضل الاعتكاف ان يكون فی المسجد الحرام ثم فی السجد النبوی ثم فی المسجد الاقصیٰ ثم فی المسجد الجامع ثم فی المساجد العظام التی كثر اهلها اھ(بدائع ص ۱۱۳)۔

عورتوں کے لئے اعتکاف کا حکم:

عورتوں کے لئے بھی اعتکاف کرنا مسنون ہے۔ازواج مطہرات حضور اقدس ﷺ کی وفات کے بعد اعتکاف کیا کرتی تھیں۔اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے: کہ عورت اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی جو جگہ متعین ہو وہاں اعتکاف کرے۔اور اگر کوئی جگہ متعین نہ ہو تو متعین کر لیوے۔عورتوں کے لئے مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے۔نیز عورت کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر اعتکاف کرنا مناسب نہیں ہے۔

لبث امرأة فی مسجد بيتها ويكره فی المسجد ولايصح فی غير موضع صلوٰتها من بيتها اھ۔(الدر المختار)ولاينبغی لها الاعتكاف بلااذنہٖ اھ(در مختار علی هامش رد المحتار (ص ۱۲۹ج ۲)۔

بچوں کے لئے اعتکاف کا حکم:

علامہ شامیؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ اعتکاف کے لئے بلوغ شرط نہیں ہے، پس اگر ممیّز اورقریب البلوغ بچہ اعتکاف کرے تو اس کا اعتکاف صحیح ہوگا۔

واما البلوغ فليس بشرط حتى يصحّ اعتكاف الصبىّ العاقل كالصوم و كذا الذكورية والحرية اھ۔(بحر الرائق ص۳۲۲ج۲)۔

آداب اعتکاف:

اعتکاف کرنے والے کو چاہیئے کہ اپنے اوقات کو اللہ کے ذکر وعبادت، تلاوت ودعاء وغیرہ میں مشغول رکھے۔ درس وتدریس، دینی کتب کا مطالعہ اور تعلیم کرنا کرانا، یہ سب امور جائز ہیں، ضروری باتیں کرنا بھی درست ہے۔ خاموشی کو عبادت سمجھ کر چپ چاپ بیٹھے رہنا مکروہ ہے۔ اسی طرح دنیوی باتیں کرنا، غیبت کرنا، مسجد میں سامان رکھ کر خرید وفروخت کرنا، جھگڑا فساد کرنا، یہ سب امور ناجائز اور مکروہ ہیں۔ عالمگیری میں ہے:

ان لايتكلم الا بخير ويلازم التلاوة والحديث والعلم وتدريسه وسير النبى ﷺ والانبياء عليهم السلام واخبار الصالحين و كتابة امور الدين۔(كذا فى فتح القدير اھ ص۲۱۲)۔

اس لئے کوئی مدرس بچوں کو تعلیم دینا چاہے یا خطوط لکھنا چاہے تو جائز ہے۔ البتہ اتنا خیال رہے کہ بچے اتنی کم عمر کے نہ ہوں کہ وہ پاکی ناپاکی اور مسجد کے آداب کا لحاظ نہ رکھ سکیں۔ اسی طرح سامان کو موجود رکھے بغیر کسی چیز کی خرید وفروخت کی بات چیت کرنا بھی جائز ہے، معتکف کا نکاح کرنا، خوشبو لگانا، سر میں تیل لگانا جائز ہے۔ ويلبس المعتكف ويتطيب ويدهن رأسهٗ كذا فى الخلاصة اھ (ھندیہ ص۲۱۳)۔ اپنے اعتکاف کی جگہ میں پردہ سے احاطہ وغیرہ کرلینا بھی جائز ہے۔ حضور اقدس ﷺ بھی خیمہ لگاتے تھے، اگر کسی وجہ سے احاطہ نہیں کیا گیا تو اس میں بھی کوئی حرج اور گناہ نہیں ہے۔

معتکف کے لئے مسجد سے نکلنے کا حکم:

اعتکاف کرنے والے کو اپنا پورا وقت مسجد میں گذارنا چاہئے، اسی وجہ سے کھانا پینا، سونا اور دوسری وہ تمام ضرورتیں جو مسجد میں مسجد کے آداب کی رعایت کرتے ہوئے پوری ہوسکتی ہوں وہ سب اس کے لئے جائز ہیں۔ اس مقصد کے لئے اس کو باہر نکلنا جائز نہیں ہے بلکہ ان سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اس لئے حرام ہے۔ البتہ ان شرعی و طبعی ضرورتوں کے لئے جو وہاں رہ کر پوری نہین کی جاسکتیں ان کے لئے نکلنا جائز ہے۔ (ہدایہ، عالمگیری)۔

ضرورت شرعیہ:

اگر کوئی شخص ایسی مسجد میں معتکف ہے جہاں جمعہ کی نماز کا انتظام نہیں ہے تو شہر کی دوسری مسجد میں اس کو جمعہ پڑھنے کے لئے نکلنا جائز ہے، اس صورت میں جمعہ کی نماز کے لئے ایسے وقت میں جائے کہ وہاں پہنچ کر خطبہ شروع ہونے سے پہلے تحية المسجد اور سنت وغیرہ ادا کرسکے۔ اور نماز کے بعد بھی اتنی دیر ٹھہرنا درست ہے کہ چھ رکعت سنت پڑھ سکے، زیادہ نہ ٹھہرے، فوراً اپنی مسجد میں واپس ہوجائے لیکن اگر وہیں زیادہ ٹھہر گیا یا بقیہ اعتکاف وہیں پورا کرلیا تو بھی جائز ہے مگر اس طرح کرنا مکروہ ہوگا۔ اگر کسی نے زبردستی کرکے مسجد سے نکال دیا یا اتفاقاً وہ مسجد منہدم ہوگئی جس کی وجہ سے وہاں سے نکلنا پڑا تو فوراً دوسری مسجد میں چلے جانے سے اعتکاف صحیح ہوجائے گا۔ اسی طرح وہاں اپنے مال یا اپنی جان کا خوف پیدا ہوگیا تو بھی دوسری مسجد بدل لینا جائز ہے۔

ویخرج للجمعة حین تزول الشمس ان کا معتکفه قریباً من الجامع بحیث لو انتظر زوال الشمس لاتفوته الخطبة والجمعة، واذا کان بحیث تفوته لم ینتظر زوال الشمس، لکنّه یخرج فی وقت یمکنه ان یأتی الجامع فیصلی اربع رکعات قبل الاذان عند المنبر، وبعد

الـجمعة يمكث بقدر مايصلی اربع ركعات او ستًا علی حسب اختلافهم فی سنة الجمعة كـذا فـی الـكـافـی۔ فان مكث يوماً وليلةً او اتمّ اعتكافه لايفسده ويكره كذا فی السراج الوهاج ۔ فان خرج من المسجد بعذربان انهدم المسجد او اخرج مكرهاً فدخل مسجداً آخـر مـن ساعته لم يفسد اعتكافه استحساناً هكذا فی البدائع ، وكذا لوخاف علی نفسهٖ او ماله خرج هكذا فی التبيين اھ (عالمگیری ص۲۱۲)۔

مؤذن کا اذان دینے کے لئے منارہ پر چڑھنا جائز ہے چاہے تو منارہ کا دروازہ صحن کی طرف ہی کیوں نہ ہو، مؤذن کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی بھی اس طرح اذان دے دیگا تو یہ بھی صحیح قول کے مطابق درست ہے۔اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ وشـرعية كـعيد واذان لو مؤذنا وباب المنارة خارج المسجد اھ (درمختار ص۱۳۲ علی ہامش ردالمحتار)۔

نفل نماز کے لئے وضو کرنے کے واسطے بھی مسجد میں انتظام نہ ہوتو باہر نکل سکتے ہیں،تلاوت قرآن کے لئے وضو کرنا شرط نہیں بغیر وضو کئے بھی تلاوت ہوسکتی ہے اس لئے خاص اسی مقصد کے لئے نکلنا جائز نہیں۔اسی طرح کھانا کھانے سے پہلے یا بعد میں ہاتھ دھونے کے لئے بھی نکلنا جائز نہیں ہے۔مسجد میں رہتے ہوئے ہی دھونے کا انتظام کرلیا جائے۔

حالت اعتکاف میں خرید وفروخت یا تجارت کا کوئی کام کرنا مکروہ تحریمی ہے۔مثلاً: بےضرورت خرید و فروخت یا تجارت کا کوئی کام کرنا۔ہاں! جو کام بہت ضروری ہو اوراس کے سوائے کوئی دوسرا انجام دینے والا نہ ہوتو ایسی حالت میں ضـــــرورـۃً گنجائش ہے۔مگر مبیع کا مسجد میں لانا جائز نہیں۔مثلاً: بعض آدمی چائے یا پان بنا کر مسجد میں لاتے ہیں اور مـعتـكـفيـن اس سے خریدتے ہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے۔اگر بہت ہی ضرورت ہوتو کسی آدمی کو بھیج کر منگوا لے۔مسجد میں خرید وفروخت نہ کرے۔

ضرورت طبعیہ:

طبعی ضرورت وہ ہے جس کو کئے بغیر انسان اپنی زندگی نہیں گذار سکتا، اوران ضرورتوں کو مسجد میں رہتے ہوئے پورا کرنا بھی درست نہ ہوتو ایسی طبعی ضرورتوں کے لئے باہر نکلنا جائز ہے۔ مثـــــــلاً: پیشاب کرنا، پائخانہ کرنا، احتلام ہوجائے تو غسل کرنا، وضو کرنا، کوئی کھانا لانے والا نہ ہوتو کھانے کے لئے باہر نکلنا، حقہ، بیڑی اور سگریٹ کی عادت ہوتو اچھا تو یہ ہے کہ اتنے دنوں کے لئے چھوڑ دے، لیکن اگر اس کو نہیں چھوڑ سکتا اور بغیر پئے گذر بھی نہیں ہوسکتا تو اس کے لئے باہر نکلنا بھی درست ہے۔ ریاح خارج کرنے کے لئے بھی باہر نکل سکتے ہیں۔

لحاجة الانسان طبعية كبول، وغائط،و غسل لو احتلم اھ(درمختار ج۲ص۱۳۲)۔ولا يمكث بعد فراغه من الطهور لان ماثبت بالضرورة يتقدر بقدرها اھ(ھدایہ ص۲۱۰)۔

فتاویٰ رشیدیہ (ص ۴۷۵) پر لکھا ہے کہ معتکف کو جائز ہے کہ بعد نماز مغرب مسجد سے باہر جاکر حقہ پی کر اور کلی کرکے، بوزائل کرکے مسجد میں چلا آوے۔ اھ۔

مسجد کے کسی حصہ میں وضو کرنے کا نظم ہے اور ماء مستعمل مسجد میں نہ گرے اس کا اہتمام ہوسکتا ہے تو اس صورت میں باہر نکلنا جائز نہیں ہے۔

بـان كان فيه بركة ماء او موضع معد للطهارة او اغتسل فى اناء بحيث لايصيب المسجد الـماء المستعمل اھ۔ وقـال فـان بـحيـث يتـلوث بالماء المستعمل يمنع منه لان تنظيف المسجد واجب اھ۔(ردالمحتار ص۱۳۲)۔

جن ضرورتوں کے لئے مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے ان سے فارغ ہونے کے بعد جلدی سے واپس لوٹ آئے، باہر ٹھہرا نہ رہے، اسی طرح ضرورت رفع کرنے کی دو جگہ ہیں، ایک قریب کی دوسری دور کی، تو نزدیک کو چھوڑ کر دور تک جانا یا مسجد کا بیت الخلاء چھوڑ کر اپنے گھر کے بیت الخلاء میں جانا اچھا نہیں، مگر یہ کہ اس جگہ کے علاوہ مکمل فراغت نہ ہوسکتی ہو یا وہاں جلدی سے فراغت حاصل ہوسکتی ہوتو دور تک جانا

جائز ہے۔

واختلف فیما لو کان له بیتان فاتی البعید منهما قیل فسد، وقیل لا ، وینبغی ان یخرج علی القولین مالو ترك بیت الخلاء للمسجد القریب و اتی بیته ؕاھ (ص۱۳۲ ردالمحتار)۔

کسی شرعی یا طبعی ضرورت کی وجہ سے مسجد سے باہر نکلنا ہوا ہو اور اس کے ساتھ ہی کوئی ایسا کام کرلیا جائے جس کے لئے مستقلاً نکلنا جائز نہیں تھا اور اس میں زیادہ وقت بھی نہیں لگا یا تو کوئی حرج نہیں مثلاً: عیادت مریض کرلی، یا استنجاء کرتے ہوئے پورے بدن پر پانی بہا کر غسل کرلیا یا غسل کے ساتھ لنگی وغیرہ نچوڑ لی تو یہ جائز ہے۔

لو خرج لها ثم ذهب لعیادة مریض او صلوٰة جنازة من غیر ان یکون خرج لذالك قصدًا فانه جائز کما فی البحر عن البدائع اھ (ردالمحتار ص۱۳۲)۔

بعض معتکفین اس قسم کے مسائل میں غلط طریقہ اختیار کرتے ہیں مثلاً: جمعہ کے غسل کے لئے نکلنا مقصود ہوتا ہے ساتھ میں استنجاء وغیرہ کا بہانہ ہوتا ہے اور وہیں بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے گھنٹوں کھڑے رہتے ہیں ان کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ اصل تو یہ ہے کہ شریعت نے جن امور کے لئے نکلنے کی اجازت دی ہے انہی کے لئے نکلے تو ضمناً یہ امور بھی انجام دئے جاسکتے ہیں۔ اس لئے اعتکاف کے فساد کا حکم نہیں دیا جاتا، اس کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

بلا ضرورت شرعی یا طبعی مسجد سے تھوڑی دیر کے لئے بھی باہر نکل گیا، چاہے بھول سے ہو یا جان بوجھ کر تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ امام صاحبؒ کے نزدیک ایک ساعت کے لئے بھی باہر جانے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ اور صاحبینؒ کے نزدیک دن کا اکثر حصہ باہر رہے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ شیخ ابن ہمامؒ نے امام صاحبؒ کے قول کو اور علامہ ابن نجیمؒ نے صاحبینؒ کے قول کو ترجیح دی ہے۔

نیز خلاصۃ الفتاویٰ میں علاّمہ سرخسیؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ قولهما ايسر على المسلمين اھ (ص ۲۶۸ ج ا)۔ یعنی صاحبینؒ کے قول میں آسانی زیادہ ہے اس لئے اچھا تو یہ ہے کہ امام صاحبؒ کے قول کو احتیاطاً مدنظر رکھ کر عمل کرے۔ باقی صاحبینؒ کے قول پر عمل کرنے کی بھی گنجائش ہے۔

ولو خرج من المسجد بغير عذر فسد اعتكافهٗ عند ابی حنيفةؒ لوجود المنافی وهو القياس وقالاؒ لايفسد حتی يكون اكثر من نصف يوم وهو الاستحسان اھ (ہدایہ ص ۲۱۰)۔

نیز یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ نفلی اعتکاف کے لئے کوئی خاص مدت متعین نہیں ہے، البتہ احوط یہ ہے کہ کم از کم روزہ کے ساتھ ایک دن کا (اعتکاف) کرے، مگر اس سے کم تھوڑی دیر کے لئے بھی ہوسکتا ہے اس لئے بلا ضرورت نکل جانے سے وہ (اعتکاف) پورا ہو جائے گا اور (اعتکاف) ٹوٹے گا نہیں اور اس کی قضا بھی نہیں لہٰذا دوبارہ جب داخل ہو تو پھر تجدید نیت کر لی جائے۔

اور سنت مؤکدہ (اعتکاف) دس دن سے کم کا نہیں ہوسکتا، لہٰذا بلا ضرورت شرعی یا طبعی نکل جانے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا، نیز واجب اعتکاف بھی اس طرح ٹوٹ جائے گا، البتہ ان ضرورتوں میں جو شرعی یا طبعی تو نہیں مگر مجبوری میں داخل ہیں اور اعتکاف سے نکلنا پڑے تو ابطال عمل کا گناہ تو نہیں ہوگا مگر اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ مثلاً: سرکاری وارنٹ آجائے جس کی وجہ سے کورٹ (عدالت) جانا پڑے یا اچانک بیمار ہو جانے کی وجہ سے شفاخانہ جانا پڑے یا اپنے کسی عزیز کے انتقال پر انتظام کے لئے گھر جانا پڑے وغیرہ۔

واَمّا مالا يغلب كانجاء الغريق وانهدام المسجد فمسقط للاثم لا للبطلان اھ (درمختار ص ۱۳۳)۔

ومن الاعذار المرض الا انه لايأثم اذا كان الخروج بعذر اھ (خلاصۃ الفتاویٰ ص ۲۶۸)۔

مفسدات اعتکاف:

جماع کرنے کی وجہ سے اعتکاف فاسد ہوجائے گا، چاہے عمداً کیا ہو یا سہواً، دن میں کیا ہو یا رات میں، مسجد کے باہر ہو یا مسجد کے اندر، انزال ہو یا نہ ہو، بہر صورت اعتکاف باطل ہوجائے گا۔اور جو چیزیں جماع کے تابع ہیں جس کو دواعی جماع میں شمار کیا جاتا ہے مثلاً: بوسہ لینا، شہوت سے چھونا، تفخیذ کرنا وغیرہ یہ سب امور ناجائز ہیں لیکن جب تک منی کا خروج نہیں ہوگا وہاں تک فساد اعتکاف کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

وبطل بوطئ فی فرج انزل ام لا ،ولو کان وطئه خارج المسجد لیلا او نهارا ،عامداً او ناسیاً فی الاصح لان حالته مذکرة،وبطل بانزال بقبلة اولمس او تفخیذ ولو لم ینزل لم یبطل وان حرم الکل اھ (درمختار ص ۱۳۵)۔

حالت اعتکاف میں اپنی بیوی کے ساتھ بات چیت کرنا یا اس کا پردے کی پوری پابندی کے ساتھ مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔احتلام ہونے کی وجہ سے یا غور وفکر کرنے سے منی نکل جانے سے یا روزہ کی حالت میں بھول سے کھا پی لینے سے یا بے ہوش ہوجانے کی وجہ سے اعتکاف میں کوئی نقصان پیدا نہیں ہوتا، البتہ بے ہوشی یا جنون کی مدت ایک دن سے زیادہ ہوگئی جس کی وجہ سے روزہ رکھنے کی نیت نہ ہوسکی تو اعتکاف صحیح نہیں ہوا، لہٰذا قضا لازم ہوگی۔

ولا یبطل بانزال بفکر او نظر ولا بسکر لیلًا ولا باکل ناسیاً ...الی قوله ......فان دام جنونه سنة قضاه استحساناً۔اھ (درمختار ص ۱۳۶)۔

عورت نے اعتکاف کیا تھا پھر اس کو حیض یا نفاس آ گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، اس کی قضا واجب ہوگی۔اور سنت مؤکدہ ہے تو ایک دن کی جس میں یہ خون آیا ہے روزہ کے ساتھ قضا کرنی پڑے گی۔

ولو حاضت المرأة فی حالة الاعتکاف فسد اعتکافها اھ (بدائع ص ۱۱۶)۔

حالت اعتکاف میں رات کو کوئی نشہ آور چیز کھا پی لی، جس سے نشہ ہوگیا تو اس سے اعتکاف فاسد نہیں

ہوگا، جیسے کسی نے کوئی چیز غصب کرکے یا چوری کرکے کھا پی لی تو یہ فعل برا ہے مگر اعتکاف فاسد نہیں ہوگا ۔(قاضی خان ص ۲۲۶)۔

نذر مانتے وقت کسی چیز کا صراحت کے ساتھ استثناء کر لینا مثلاً: یہ کہ جنازہ کی نماز کے لئے نکلوں گا یا عیادت کے لئے جاؤں گا تو اس کام کے لئے مسجد سے نکلنا جائز ہے۔

کما فی الدر المختار عن التاتارخانیة لو شرط وقت النذر ان یخرج لعیادة مریض وصلوٰة جنازة و حضور مجلس علم جاز ذالك اھ(ص ۱۳۴)۔

دن میں جان بوجھ کر کھانا کھالیا یا پانی پی لیا جس کی وجہ سے روزہ فاسد ہوگیا تو اعتکاف بھی ٹوٹ جائے گا اور بھول سے کھا پی لیا تو روزہ بھی نہیں ٹوٹے گا اور اعتکاف میں بھی کوئی حرج نہیں ہوگا۔

لو اکل او شرب فی النهار عامداً فسد صومه وفسد اعتکافه لفساد الصوم، ولو اکل ناسیاً لایفسد اعتکافه لانه لایفسد صومه ۔والاصل ان ماکان من محظورات الاعتکاف وهو ما منع عنه لاجل الاعتکاف لا لاجل الصوم لایختلف فیه العمد والسهو والنهار واللیل کالجماع والخروج من المسجد۔ اھ(بدائع ۱۱۶)۔

قضائے اعتکاف:

اعتکاف اگر واجب ہے اور وہ فاسد ہوگیا تو اس کی قضا کرنا واجب ہوگی ۔ اور اگر سنت مؤکدہ (اعتکاف) فاسد ہوگیا تو اس کی قضا سنت ہے مگر یہ قضا کتنے دن کی ہوگی اس میں اختلاف ہے؟ حضرت امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق پورے عشرہ کی قضا ہوگی اور طرفینؒ (یعنی امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ) کے نزدیک جس دن (اعتکاف) فاسد ہوا ہے صرف اسی ایک دن کی قضا ہوگی ۔ نفل اعتکاف خروج کی وجہ سے فاسد نہیں ہوتا بلکہ نکلتے ہی ختم ہو جاتا ہے، اس لئے اس کی قضا بھی نہیں ہوگی ۔

فیظهر من بحث ابن الهمامؒ لزوم الاعتکاف المسنون بالشروع وان لزوم جمیعه او باقیه

مخرج علی قول ابی یوسفؒ واما علی قول غیرہ فیقضی الیوم الذی افسدہ لاستقلال کل یوم بنفسہٖ اھ (ردالمحتار ج۲ص ۱۳۱)۔

متفرقات:

اگر کسی نے صرف نہار یعنی دن کے اعتکاف کی نیت کی تو یہ بھی درست ہے،اس صورت میں رات کو اعتکاف کرنا لازم نہیں ہوگا۔اور اگر نہار کی تخصیص نہیں کی اور مطلق ''نہار یعنی دن'' بولا ہے تو رات کا اعتکاف اور تتابع بھی لازم ہوگا۔

ومن نذر ان یعتکف ایّاماً یلزمہ اعتکاف الایّام بلیالیھا شرط التتابع لفظاً او لا ،الّا ان ینوی الایّام خاصةً لانہ نوی حقیقة الکلام اھ (رسائل الارکان ص۲۳۲)۔

معتکف کے پاؤں تو مسجد میں ہوں اور بدن کا کچھ حصہ باہر کردیا جائے تو اس سے خروج پایا نہ جانے کی وجہ سے اعتکاف میں کوئی خلل واقع نہیں ہوگا،جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث عائشہؓ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ سر مبارک باہر کردیتے تھے اور حضرت عائشہؓ کنگھی کردیتی تھیں۔ (البحرالرائق)۔

اگر رمضان کے اعتکاف کی منت مانی لیکن کسی رمضان کی تعیین نہیں کی تو جونسے (یعنی کسی بھی) رمضان میں چاہے نذر پوری کرسکتا ہے۔اور اسی سال کے رمضان کی نیت کی تو اسی رمضان میں اعتکاف کرنا لازم ہوگا۔اور ان تمام صورتوں میں رمضان کے روزے کافی ہوجائیں گے،ورنہ مستقل روزوں کے ساتھ اعتکاف کرنا پڑے گا۔(رسائل الارکان)۔

مسجد کے آداب اور احترام کی رعایت کرنا (ہر حال میں) لازم ہے،اس لئے ایسا کوئی بھی کام نہیں کرنا چاہئے جس سے اس کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔بعض آدمی اعتکاف کے دنوں میں مسجد میں گھر کا سماں کھڑا کردیتے ہیں اور نظافت اور ستھرائی تک کا خیال نہیں کرتے،کھاتے وقت فرش وغیرہ کو خراب کرتے ہیں یا گندے اور ناپاک کپڑوں تک کو مسجد میں رکھتے ہیں،ان سب امور سے بچنا اور احتیاط کرنا

لازم ہے۔ مسجد میں بال کٹوانے میں بھی خاص لحاظ کرنا چاہئے کہ بال اِدھر اُدھر اُڑ کر صفائی میں خرابی نہ پیدا کریں۔ اگر ایسا ہوا تو خلاف ادب ہونے کی وجہ سے منع کیا جائے گا۔ معتکف کو احتلام ہو جائے تو آنکھ کھلتے ہی فوراً وہیں تیمّم کر کے غسل کرنے کے لئے باہر نکل جاوے۔ ایسی ناپاکی کی حالت میں مسجد میں بیٹھے رہنا یا گھومنا پھرنا جائز نہیں ہے۔ چادر یا لحاف وغیرہ بھی پاک ہونے چاہئے اس لئے کہ مسجد میں ناپاک چیز کا رکھنا ممنوع ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ کی وہ روایت جو صحیحین کے حوالہ سے اوپر گذر چکی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے ساتھ پورے ماہ کا اعتکاف فرمایا ہے، جس میں ابتداءً دس یوم کی نیت فرمائی، بعدہ عشرہ وسطیٰ کی نیت فرمائی، پھر جب کسی مخبر غیبی نے بتلایا کہ شبِ قدر اخیری عشرہ میں ہے تو آپ ﷺ نے عشرہ اخیرہ کی نیت فرمائی۔ اس لئے آج بھی کوئی شخص پورے ماہ کا اعتکاف کرنا چاہے اور ساتھ میں معتکفین کی ایک جماعت بھی ہو تو (اس طرح کرنا) عین سنت نبوی ہوگی۔ نیز حضور اقدس ﷺ کا (اپنے) ساتھیوں کو ترغیب دے کر اعتکاف کروانا بھی اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے: کہ فمن کان اعتکف معی فلیعتکف العشر الاواخر یعنی جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے اس کو چاہئے کہ عشرہ اخیرہ کا بھی اعتکاف کرے۔ اس طریقہ کے سنت ہونے میں شبہ کرنا یا بدعت وغیرہ کے جملہ سے یاد کرنا بہت بڑی زیادتی ہے، اور ایسی چیز کا انکار ہے جس کا ثبوت بخاری و مسلم کی صحیح حدیث سے ہے۔

نیز بعض اکابرامت کا بھی اس پر عمل رہا ہے، چنانچہ مسند ہند مجدد وقت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کے متعلق آپ کے سوانح نگار ''الامام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ'' میں رقم طراز ہیں: کہ حضرت شاہ عبد العزیزؒ صاحب فرماتے ہیں: کہ'' **دراں ہنگام بزرگاں بسیار و اولیاء بسیار از یاران والد ماجد .....معتکف بودند**۔ یعنی اس زمانہ میں بہت سے بزرگ اور بہت سے اولیاء والد ماجد کے دوستوں میں

سے مسجد میں معتکف ہوتے تھے۔

اس سلسلہ میں حضرت شاہ صاحبؒ اپنے بعض مخصوص مسترشدین اور مریدین کو رمضان میں اپنے پاس بلانے کی کوشش بھی فرماتے۔ چنانچہ شاہ ابوسعید صاحبؒ کو ایک مکتوب تحریر فرماتے ہیں: کہ **اگر گرمی ہوا بہم رسد اینجا تشریف آوردہ اینجا رمضان گذرانند** یعنی اگر گرمی شوق بہم پہنچے تو پھر رمضان ہمارے یہاں آ کر گذاریں۔ (ص ۱۸۴)۔

حضرت مولینا عبدالحئ لکھنویؒ نے اپنے رسالہ ''الانصاف فی حکم الاعتکاف'' میں تحریر فرمایا ہے: کہ حضور اقدس ﷺ خصوصیت سے عشرۂ اخیرہ ہی کا اعتکاف فرماتے تھے، اس میں کیا رمز ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا مقصود لیلۃ القدر کی فضیلت کو حاصل کرنا تھا اس لئے کہ مشہور اور صحیح قول کے مطابق لیلۃ القدر رمضان کے اخیری عشرہ میں ہے۔ (ص ۱۶۴)۔

لہٰذا معتکف حضرات کو چاہئے کہ لیلۃ القدر کے حصول اور اس کی عبادات اور دعا میں خصوصیت کے ساتھ مشغول ہوں۔ اللہ جل شانہٗ مجھے اور تمام معتکفین حضرات کو اعتکاف کے صحیح آداب کی رعایت کرتے ہوئے عمل کرنے کی توفیق عطا فرما کر اس کی عشق ومحبت اور اس کے در کے سچے گداؤں میں شمار فرمائیں۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین۔

تمت

فہرست مأخذ

	مأخذ	مصنفؒ
۱	فضائل رمضان	سیدی ومولائی حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب دام مجدہٗ
۲	الدرالمختار علی ہامش الردالمحتار	علامہ علاؤالدین حصکفیؒ
۳	ردالمحتار	علامہ ابن عابدین شامیؒ
۴	بدائع الصنائع	علاءالدین ابی بکر بن مسعود الکاسائیؒ
۵	بحرالرائق	ابن نجیم مصریؒ
۶	رسائل الارکان	مولینا بحرالعلوم عبدالعلی محمد بن نظام الدین الانصاریؒ
۷	عالمگیری	جماعۃ من علماء الہند
۸	خلاصۃ الفتاویٰ	طاہر بن احمد بن عبدالرشید البخاریؒ
۹	الانصاف فی حکم الاعتکاف	حضرت مولینا عبدالحئ فرنگی محلیؒ
۱۰	طحطاوی علی الدرالمختار	احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاویؒ
۱۱	ہدایہ اولین	برہان الدین علی بن ابی بکر الفرغانی المرغینانیؒ
۱۲	الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ	مولینا عبدالقیوم مظاہری مدظلہ